

”سب قوموں کی آرزو“

نمبر 3442

ایک خطبہ

جو جمعرات، 21 جنوری 1915 کو شائع ہوا

جو سی۔ ایچ۔ اسپرژن کی جانب سے

میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوٹنگٹن میں

جمعرات کی شام، 25 اگست 1870 کو ارشاد فرمایا گیا

اور میں سب قوموں کو جنبش دوں گا، اور سب قوموں کی آرزو آئے گی، اور میں اس گھر کو جلال سے معمور کروں گا، رب“  
”الافواج فرماتا ہے۔“

حجی 7:2

دوسرا ہیکل کبھی اس غرض سے قائم نہ کیا گیا تھا کہ پہلا کی مانند شان و شوکت میں کامل ہو۔ پہلا ہیکل اُس عہد کے ظاہری نشانوں اور مثالی تشبیہوں کی بھرپوری جلال کا مجسم نمونہ تھا۔ اور وہ بہت جلد زائل ہونے کو تھا۔ اس تقابلی کمزوری کا ثبوت اسرائیل کی بدپرستی اور ارتداد سے دیا گیا، اور جب وہ یروشلم کو واپس لوٹے تو ان کے لیے ایسا مکان تیار ہوا جو ان کی عبادت کی ضروریات کے لیے کافی تھا، لیکن وہ پھر کبھی اُس سابقہ گھر کی شان و شکوہ سے بہرہ ور نہ ہوئے جسے خدا نے سلیمان کے ہاتھ سے تعمیر کرایا تھا۔

اگر خدا کی مشیت یوں قرار دیتی کہ پہلا ہیکل جتنا جلالی دوسرا ہیکل بھی قائم ہو، تو یہ امر سہل تھا۔ کورس (اخشورش) خدائے قادر کے حکم کا مطیع نظر آتا ہے اور یہودیوں کی بڑی رعایت کرتا تھا، مگر اُس نے صاف فرمان جاری کیا کہ دیواروں کی لمبائی گھٹا دی جائے اور صاف حکم دیا کہ پھر کبھی اُن دیواروں کو پہلی سی رفعت نہ دی جائے۔

ہمیں اس امر کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ داریوس بادشاہ، جو یہودیوں کا ویسا ہی دوست تھا اور جس کی ایک انگلی کے اشارے پر سلیمانی ہیکل کی عظمت کو بھی مات دی جا سکتی تھی، اُس نے بھی اسی نوع کا فرمان جاری کیا۔ مگر خدا کی مشیت یوں مقرر ہوئی کہ ایسا نہ ہو۔ اور اگرچہ ہیرو دیس—جو خود یہودی نہ تھا بلکہ محض اپنے ذاتی مفاد کے لیے دینی ظاہرداری کا دعویدار تھا—دوسرے ہیکل پر بہت سی دولت خرچ کر کے قوم کو خوش کرنا چاہتا تھا اور اُن سے کچھ رعایت حاصل کرنا چاہتا تھا، تو بھی اُس نے اس مکان کو جلالی کرنے کے بجائے اُسے پامال ہی کیا، کیونکہ اُس نے اُس مقررہ طرز تعمیر کی پیروی نہ کی جس کے مطابق یہ ہیکل بنایا جانا چاہیے تھا، اور اُس کے کام پر خدائی رضا کی مہر نہ تھی۔

کسی نبی نے کبھی حکم نہ دیا اور نہ کسی نبی نے ایسے شریر انسان کی محنت کو جائز ٹھہرایا جیسا ہیرو دیس تھا۔ میری دانست میں اس کا سبب یہ تھا—دوسرے ہیکل کے قیام کی مدت میں مسیح کی تجلی آہستہ آہستہ روحانی حقیقت کی روشنی میں ڈھل رہی تھی۔ ظاہری عبادت کا اختتام اسی مکان میں ہونا تھا۔ مناسب تھا کہ وہ ایسے ہیکل میں اختتام پائے جو ظاہری جلال میں پہلے کی مانند نہ تھا۔ خدا چاہتا تھا کہ وہیں اپنے حقیقی ہیکل، یعنی کلیسیا کی روحانی رونق کی پہلی شعاعیں جلوہ گر کرے، اور وہ ظاہری اور فانی چیزوں پر زوال کا نشان رکھے جو پہلے ہیکل میں تھا۔

پھر بھی وہ اپنے خادم حجی کے ذریعے یہ اعلان فرماتا ہے کہ دوسرے ہیکل کا جلال پہلے سے بڑھ کر ہوگا۔ یہ بات سونے یا چاندی یا جسامت یا تعمیر کی عظمت کے لحاظ سے تو ہرگز نہ تھی—لیکن حقیقت میں یہ درست تھی، کیونکہ مسیح کی حضوری کا جلال اُس قدیم ہیکل کی ساری دولت کے جلال سے کہیں بڑھ کر تھا۔ اور اُس میں انجیل کی منادی کا جلال، اُس کے صحنوں میں رسولوں اور خود استاد کی جانب سے معجزات کے ظہور کا جلال، قربانی کے ہزاروں بیل بکرے چڑھانے سے بدرجہا عظیم تھا—اُس ہیکل کا جلال کہ وہ مسیحی کلیسیا کا گہوارہ بنا—وہ گھونسل جہاں سے صلح کے پیامبر، کیوتر کی مانند زیتون کی ڈالی لیے سارے جہان میں اڑتے پھرتے۔

میرا یقین ہے کہ قدیم علامتی نظام کا زوال عہد فضل اور سچائی کی آمد کی نہایت موزوں تمہید تھی، جو یسوع مسیح کی ذات میں جلوہ گر ہوئی۔ اور دوسرے ہیکل کو یہ فائق جلال حاصل ہوا کہ اگر پہلا ہیکل چاند کی کامل چمک کا نمونہ تھا، تو دوسرا ڈھلتا ہوا چاند تھا—اور اُس کے پیچھے سورج طلوع ہو رہا تھا جو افق کو سویرا کی پہلی کرنوں سے سنہری بنا رہا تھا۔

اب میں اس وقت تم سے اُس سچے روحانی ہیکل کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں—اُس حقیقی دوسرے ہیکل کے بارے میں، اُس روحانی ہیکل کے بارے میں، جو میرے خیال میں یہاں مذکور ہے—اگرچہ لغوی طور پر دوسرا ہیکل بھی مراد ہے—وہ حقیقی روحانی ہیکل جو تعمیر ہوگا، جیسا کہ متن میں ہے، ”سب قوموں کی آرزو“ کی صورت میں۔

میں اس عبارت کو عبرانی اصل میں بہت مشکل پاتا ہوں—یہ خود کئی مفاہیم کی حامل ہے۔ پہلا مفہوم جو میں پیش کرتا ہوں، اگرچہ بیشتر مسیحی مفسرین کی رائے کے برخلاف ہے، تاہم اصل متن کی سب سے درست تشریح یہی ہے۔ باقی توضیحات ہم بعد میں ذکر کریں گے۔

اسے یوں پڑھتے ہوئے: ”میں سب قوموں کو جنیش دوں گا“ اور ”آرزو“—یعنی پسندیدہ لوگ، بہترین حصہ، یا جیسا کہ سبوعینی ترجمہ کہتا ہے ”منتخب لوگ سب قوموں میں سے“—اٹیں گے۔ وہ اٹیں گے—خدا کا سچا ہیکل، اور وہی زندہ پتھر ہوں گے جو اُسے تشکیل دیں گے، یا جیسا اوروں نے پڑھا ”سب قوموں کی پسندیدہ چیزیں اٹیں گی“، جو بلا شبہ مفہوم بھی ہے، کیونکہ آٹھویں آیت اس کی کنجی دیتی ہے—”چاندی میری ہے اور سونا میرا ہے، رب الافواج فرماتا ہے۔“ سب قوموں کی پسندیدہ چیزیں اس سچے دوسرے ہیکل، اس روحانی زندہ ہیکل میں رضاکارانہ نذرانے کے طور پر لائی جائیں گی۔

آئیے، پھر اسی مفہوم سے آغاز کریں، اور اس صورت میں متن میں اس دوسرے ہیکل کے متعلق ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ زندہ پتھر کیا ہیں

## I

سب قوموں کی تاریخی آرزو آئے گی۔ :

منتخب مردان حق، چیدہ لوگ، سب انسانوں میں سے بہترین، اٹیں گے اور خدا کے سچے ہیکل کو قائم کریں گے۔ نہ بادشاہ اور امرا، نہ جسم کے اعتبار سے عظیم و جلیل لوگ—یہ سب تو محض انسانی پسند کے معیار پر منتخب ہوتے ہیں—لیکن جسم کے لحاظ سے بہت سے بڑے لوگ، نہ بہت سے زبردست لوگ چنے اور بلائے گئے۔

تاہم، جن کو خدا چنتا ہے، وہی انسانوں میں چیدہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں یہ دعویٰ نہ کریں گے کہ وہ فطرتاً ایسے ہیں—بلکہ برخلاف اس کے وہ اپنے اندر کسی طبعی نیکی کے خیال کو رد کریں گے۔ لیکن خدا انہیں اُس حالت میں دیکھتا ہے جس میں وہ ہونے کو ہیں، جیسا کہ اُس نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ بنیں، اور جیسا کہ وہ انہیں بناتا ہے، اور اسی باعث وہ سب قوموں کی آرزو ہیں، وہی چیدہ لوگ ہیں۔

خدا کی نظر میں اُس کی قوم اُس کا شاہی خزانہ ہے، اُس کے پوشیدہ گوہر ہیں، بادشاہوں کی دولت کا خزانہ ہیں—وہ اُس کی نظر میں نہایت قیمتی ہیں۔ اُن کی موت بھی اُس کے نزدیک گراں قدر ہے۔ وہ اُن کی ہڈیوں کا شمار رکھتا ہے اور آخری دن اُن کے غبار کو زندہ کرے گا۔ اگر قوموں کو معلوم ہو، تو جانیں کہ اُس قوم کے مقدسین ہی اُس کی اصل اشرافیہ ہیں۔ جو خدا سے ڈرتے ہیں، وہی قوم کی جان اور مغز اور اساس ہیں۔

اُن کی خاطر خدا نے بہت سی قوموں کو محفوظ رکھا ہے۔ اُن کی خاطر وہ بے شمار برکات نازل فرماتا ہے۔ ”تم زمین کا نمک ہو“—زمین اُن کے بغیر سڑ جاتی۔ ”تم دنیا کی روشنی ہو“—دنیا اُن کے بغیر تاریک ہو جاتی۔ میں کہتا ہوں، وہی آرزو ہیں، اگرچہ اکثر دنیا اُن سے حقارت برتتی ہے اور انہیں رد کرنے کو تیار رہتی ہے۔

یہی دستور جہالت پرست دنیا کا ہمیشہ سے رہا ہے کہ اپنے بہترین دوستوں کو بدترین سلوک دے—اور اپنے بدترین دشمنوں کو شابانہ عزت بخشے۔ اب یہ بات ہمارے لئے کیسی خوشی کا باعث ہے کہ خدا نے اپنی مطلق مرضی اور نیک مشیت سے اپنے لئے ایک قوم مقرر کی ہے، اور انہیں سب قوموں میں چیدہ اور پسندیدہ بنایا ہے—اور انہی منتخب لوگوں سے وہ اپنی کلیسیا کو تعمیر کرے گا۔

لیکن متن ہمیں فقط اُن پتھروں کی ہی خبر نہیں دیتا، بلکہ ایک عجیب طرز تعمیر کی بھی اطلاع دیتا ہے۔ ”سب قوموں کی آرزو اُٹے گی“—وہ اکٹھے کیے جائیں گے۔ انسانی وسائط بروئے کار آئیں گے کہ ہر ایک کو اُس کی جگہ پر لایا جائے، ہر ایک کو اُس کی کان سے نکالا جائے۔ مگر چونکہ یہ خدا ہی ہے جو فرماتا ہے، وہ اپنی شان الوہیت سے فرماتا ہے، اس لیے وہ ”ہوں گے“ اور ”ہوں گا“ کے الفاظ آزادانہ استعمال فرماتا ہے، اور جیسا کہ اُس نے اپنے ابدی ارادہ میں جو مسیح یسوع میں کیا تھا، زمین کی تخلیق سے پہلے، اسی طرح اس کی تکمیل بھی ہو گی۔

ہم جو انجیل کی منادی کرتے ہیں، پورے بھروسہ اور تقدس سے کامیابی کی امید پر وعظ کر سکتے ہیں۔ ”سب قوموں کی آرزو اُٹے گی۔“ اس جماعت میں سے سچے پسندیدہ لوگ مسیح کے پاس آئیں گے۔ اُس زمین میں سے جس میں کاشتکار نے بیج بویا— صاف اور اچھے دل کی مٹی سے فصل نکلے گی۔ قوموں میں سے، اگرچہ وہ مسیح کو رد کریں اور اپنے بتوں کی پرستش پر قائم رہیں، تو بھی کچھ منتخب ارواح ضرور آئیں گی—کچھ ایسے لوگ جن پر خدا کی خاص نظر کرم ہے—اور وہ آئیں گے۔

ہم اپنی محنت عبث نہیں کرتے، اور نہ ہم اپنی قوت بے فائدہ خرچ کرتے ہیں۔ ہم تسلی کے لیے خدا کی کارفرمائی اور اُس کے انتخاب کی تعلیم پر سہارا لیتے ہیں—یقیناً سستی کے بہانے کے لیے نہیں، بلکہ جب ہم اپنی بھرپور کوشش کر چکیں تو دل جمعی کے لیے کہ آخرکار خدا جلال پائے گا—”سب قوموں کی آرزو اُٹے گی۔“

اور اگر تم غور سے پورے متن پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ بغیر بڑے بلانے کے نہیں آتے۔ ایک معنی میں کوئی انسان جبر سے خدا کی طرف نہیں آتا۔ اور دوسرے معنی میں کوئی انسان بغیر جبر کے بھی نہیں آتا۔ تم دو صندوق دیکھتے ہو جو کھولے گئے ہیں۔ ایک صندوق کو جبراً توڑا گیا—صاف معلوم ہوتا ہے کہ سختی سے اسے کھولا گیا۔ اُسے کس نے کھولا؟ چور نے۔ خدا انسانی دلوں کو اس طرح زبردستی نہیں کھولتا۔

دوسرا صندوق دیکھو—نہ اُس پر کسی نقصان کا نشان ہے، نہ کسی خاص محنت کا۔ اُسے کس نے کھولا؟ اُس کے پاس چابی تھی—شاید مالک ہی تھا۔ دل خدا کے ہیں، اور اُس کے پاس ان کی کنجیاں ہیں، اور وہ انہیں نرم خوئی سے کھولتا ہے۔ اور اگرچہ کوئی ظاہری جبر نہیں کیا جاتا، اور انسان کی مثبت آزاد مرضی کو زائل نہیں کیا جاتا، تاہم ایک روحانی قوت ہے جسے بجا طور پر ”ہلانا“ کہا جا سکتا ہے۔

جب تک کسی قوم کے درخت کو اچھی طرح نہ ہلایا جائے، تب تک اُس کا پکا اور عمدہ پھل بڑے مالک کی گود میں نہیں گرتا۔ وہ اپنی مشیت سے ہلاتا ہے، انسانی ضمیر کی جنبش سے ہلاتا ہے۔ وہ اپنی روح پاک کی تحریک سے ہلاتا ہے۔ وہ روح کو ہلا دیتا ہے، اور نتیجتاً سب قوموں میں سے چیدہ لوگ اُس کے پاس آتے ہیں۔ جن پتھروں کو وہ چاہتا ہے، وہ آخرکار کان سے نکل آتے ہیں—اور وہ انہیں اپنے ہیکل میں تعمیر کرتا ہے۔

اور اب دھیان سے سنو کہ متن کی ایک اور قرأت کے مطابق جب یہ لوگ کلیسیا کو بنانے آتے ہیں تو وہ اپنی آرزو بھی ساتھ لاتے ہیں—وہ اپنے ساتھ سب سے پسندیدہ شے لاتے ہیں۔ سب قوموں کی آرزوئیں چاندی اور سونا اور دیگر چیزیں دیں گی۔ جو مسیح کے پاس آتا ہے وہ اپنی ساری متاع اُس کے حضور لاتا ہے—اور وہ برگز مسیح کے پاس نہیں آیا جس نے اپنا اصل خزانہ پیچھے چھوڑ دیا ہو۔

اب پوچھو، جب دل نئے کیے جاتے ہیں تو سب قوموں کی آرزو کیا ہے؟ سو، چاندی اور سونا ہمیشہ پسندیدہ رہے ہیں، اور جو لوگ دل سے مسیح کو دے دیتے ہیں وہ اپنی یہ چیزیں بھی اُس کے قدموں میں رکھتے ہیں۔ لیکن انسانیت کی سب سے پسندیدہ چیزیں دھاتیں نہیں—کیا وہ خاک ہیں، حقیر میل، سخت مادی اشیاء برگز نہیں، انسانیت کی سب سے پسندیدہ چیزیں دل کی، روح کی اور جان کی چیزیں ہیں۔ اور اُس ہیکل میں، اُس عظیم دوسرے ہیکل میں، صرف سونے چاندی کے انبار نہیں آئیں گے کہ باہر سے رونق ہو، بلکہ محبت اور ایمان اور مقدس فضیلت بھی آئیں گی—جو جوابرات سے کہیں زیادہ قیمتی، اور نادر کانوں سے کہیں بڑھ کر گراں قدر ہیں۔

اوہ! کیسی منظر کشی ہے جب خدا کی کلیسیا پر مقدس فرشتے نظر کرتے ہیں۔ ہم نے سنا کہ اسپین کے اولین فاتح جب پیرو کے معبد میں داخل ہوئے تو دیکھتے تھے کہ فرش اور چھتیں اور دیواریں سونے کی سلوں سے بنی تھیں، اور وہ حیرت زدہ رہ جاتے۔ مگر اوہ! کلیسیا میں ایمان کی سلیں اُس عظیم ہیکل کے فرش پر رکھی ہوئی ہیں، محبت کی دیواریں مسیحی ایثار کی بنیاد پر کھڑی ہیں، اور مقدس خوشی اور مسیحی تسلی کی چھتیں اس پر سایہ فگن ہیں۔ یہ وہ ہیکل ہے جس پر روحانی آنکھیں شادمانی سے چمک اُٹھتی ہیں۔

انہیں بادشاہوں اور امیروں کی چمک دمک کی کیا پروا؟ لیکن انہیں قوموں کی سچی آرزوؤں سے بہت پیار ہے—مقدس جذبات، مقدس آرزوئیں، شکرگزاری کی ستائشیں، اور خداوند کی خدمت میں عبادت گزار اعمال۔ اوہ! کتنا جلیل ہے وہ دوسرا ہیکل، جب چیدہ مرد اُس میں آتے ہیں اور اپنی سب آرزوئیں ساتھ لاتے ہیں، تا کہ اسے خدا کی نظر میں جلالی بنائیں۔

اور پھر یہ ہیکل، جو اس طرح بنایا گیا اور اس طرح سنوارا گیا، قائم رہے گا۔ متن اس پر دلالت کرتا ہے، ”میں سب قوموں کو ہلا دوں گا۔“ رسول فرماتا ہے کہ یہ اُس امر کی علامت ہے جو ہلایا جا سکتا ہے—تاکہ جو ہلایا نہیں جا سکتا، وہ باقی رہے۔ اور سب قوموں کی آرزو کو ایسی شے کے طور پر مانا جانا چاہیے جو کبھی ہلائی نہیں جا سکتی۔

پس کلیسیا کبھی نہ ہلائی جائے گی، اور وہ بیش قیمت چیزیں جو کلیسیا اپنے خدا کو پیش کرتی ہے، وہ بھی نہ ہلائی جائیں گی۔ وقت بہت سی اشیا کو بدل دے گا۔ بڑے بڑے امیر و عظیم لوگ ایک دن اُن مردوں کی نظر میں محض بھکاری سمجھے جائیں گے جو کردار کے معیار سے پرکھنا جانتے ہیں۔ بڑے لوگ بہت چھوٹی حقیقت بن جائیں گے—جب اُنہیں آزمایا جائے گا، حتیٰ کہ اُنے والی نسلیں بھی اُن کی حقیقت آشکار کریں گی۔

اور عدالت کا دن—آہ! اُس دن زمینی عظیموں کی کیسی آزمائش ہوگی! لیکن مسیحی کلیسیا—اُس پر تو پاتال کے دروازے بھی غالب نہ آئیں گے۔ زمانہ اُس کے ایک بھی صیقل کیے ہوئے پتھر کو نہ توڑ سکے گا۔ اُس کے ایمان کے خزانے اور دیگر قیمتی نعمتیں جو خدا نے اُسے عطا کی ہیں—یہ چیزیں کبھی چھینی نہیں جا سکتیں—انہیں کبھی جنبش نہیں دی جا سکتی۔

اور پھر سب سے اعلیٰ تاج یہ ہے: ”میں اس گھر کو اپنے جلال سے بھر دوں گا، رب فرماتا ہے۔“ یہی اُس سب کا باعث ہے، یہی اُس کا عظیم حسن اور کشش ہے۔ خود خدا اپنی شان میں ویسا سکونت پذیر ہے جیسا کہیں اور نہیں۔ کلیسیا، جسے ہم دو کہتے ہیں آخر کار وہ ایک ہی ہے، اور خدا اُس میں جلوہ افروز ہے۔—but—ایک مجاہد اور ایک فاتح

اوہ! کاش ہماری آنکھیں اسے دیکھ سکتیں، تو زمین پر خدا کا جلال آسمان کے جلال سے کچھ کم نہ دکھائی دے، کیونکہ بادشاہ کا امن کے ایام میں جلال کچھ اور ہوتا ہے، لیکن فاتح کا جنگ میں جلال کچھ اور ہوتا ہے—گو میں جانتا ہوں کہ میری پسند کون سی ہے۔

پھر بھی اگر میں اس تمثیل کو منتقل کروں تو میرے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ میں خدا امن کے اُس جلال کو پسند کروں جو وہ اپنے تابعدار خدام کے بیچ ہاتھی دانت کے محلات میں دکھاتا ہے، یا رب الافواج کے اُس جلال کو چاہوں جو اس روحانی جنگ کے ہنگام میں ظاہر ہوتا ہے، جب وہ انسانی شرارت سے لڑ کر اپنے مقدسوں کے لیے جلال پیدا کرتا ہے، اُن سب شرارتوں کے باوجود جو شیطان اُس کے تخت اور عصا کے خلاف کرنا چاہتا ہے۔

خدا اُس نیچے کی یروشلیم میں بھی جانا جاتا ہے، جس طرح اُس اوپر کی یروشلیم میں۔ ”رب اُس کے بیچ میں ہے۔“ صیون سے، جو حسن کی کمال ہے، خدا نے جلوہ گری کی ہے۔ خدا اُس کے درمیان ہے—وہ برگز نہ ہلائی جائے گی۔ اگرچہ بادشاہ اُس کی ہلاکت کو جمع ہو جائیں، پھر بھی اُس کی حضوری وہ دریا ہے جس کی شاخیں خدا کے شہر کو شادمانی عطا کرتی ہیں۔

ہاں، صیون کی بابت جلیل باتیں کہی جا سکتی ہیں، جب ہمارے پاس ایسے پتھر ہوں جیسے چیدہ انسان، ایسی نعمتیں ہوں جیسے قیمتی فضائل، ایسا اٹل کردار ہو جو خدا بخشتا ہے، اور ایسی حضوری ہو جیسی خود خدا کی حضوری ہے۔

—لیکن اب، اگلے حصے میں، اگر ہم متن کی دوسری قرأت کو اختیار کریں

## II

روحانی دوسرے ہیکل کا جلال دراصل مسیح کے مجسم ہونے میں ہے۔ :

میں سب قوموں کو بلا دوں گا“ اور وہ جو سب قوموں کی آرزو ہے، اُنے گا—یہ ترجمہ غلط نہیں اور بہت سے جلیل القدر علماء نے اس کی تائید کی ہے، اگرچہ بعض اعلیٰ درجے کے ناقدین کے نزدیک یہ اصل عبارت کے ساتھ پوری طرح ثابت نہیں ہوتا۔ وہ جو سب قوموں کی آرزو ہے، اُنے گا، اور یہی دوسرے روحانی ہیکل کا جلال ہو گا۔ پس اگر ہم اس متن کو یوں پڑھیں تو یسوع مسیح سب قوموں کی آرزو ہیں، اور بے شک یہ سچ ہے۔

سب قوموں میں اس کی ایک تاریک اور مدہم آرزو موجود ہے۔ میں اسے تاریک آرزو کہتا ہوں، کیونکہ اگر میں یہ صفت نہ لگاؤں تو میں سچ نہ کہہ سکوں۔ انسانیت کی تاریخ کے محققین نے اس بابت نہایت دلچسپ ابواب قلم بند کیے ہیں کہ کیسے انسانوں کے دل مسیح کی مجسم آمد کے لیے تیار تھے۔ یہ بات بالکل ثابت ہے کہ تقریباً سب قوموں میں کسی اُنے والے کی روایت موجود تھی۔

یہود تو لازماً مسیحا کے منتظر تھے۔ مختلف اقوام کے تعلیم یافتہ افراد، اگرچہ وہ یہود کی مانند واضح طور پر مسیحا کی امید نہ رکھتے تھے، پھر بھی ان کی سمجھ کسی حد تک اُن رسمی اور فریسی یہود کے برابر تھی، جو صرف ظاہری رسموں پر اکتفا کرتے تھے۔ اُس زمانے میں ساری دنیا میں یہ خیال موجود تھا کہ کوئی عظیم شخصیت آسمان سے اُتر کر اُنے گی اور دنیا کی بھلائی کے لیے ظاہر ہو گی۔ اس اعتبار سے وہ سب قوموں کی آرزو تاریکی اور ابہام میں لپٹی ہوئی تھی۔

لیکن سب قوموں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو زیادہ علم نصیب تھا، اور جن کے لیے مسیح واقعی ایک روشن آرزو تھے۔ ایوب غیر قوم سے تھا اور خدا سے ڈرنے والا تھا۔ ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ ایوب واحد روشن دل تھا۔ بلکہ ہمیں یہ امید ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں خدا کے کچھ برگزیدہ لوگ موجود تھے، جو اُسے جانتے اور اُس سے ڈرتے تھے، اگرچہ اُن کے پاس وہ ساری روشنی نہ تھی جو ہمیں بخشی گئی ہے، تاہم انہوں نے اپنی تھوڑی سی روشنی کو بہتر استعمال کیا، اور اُس کی مخفی روح کی رہنمائی سے شاید اُس سے کہیں بڑھ کر نور پایا جس کا ہمیں اپنی کم فہمی سے گمان بھی نہیں۔

یہ لوگ تمام قوموں کے نمائندے بن کر اُس عظیم منجی، اُس مجسم خدا کی آمد کے مشتاق تھے۔ اور اس معنی میں نمائندہ طور پر تمام دنیا مسیح کی آرزو مند تھی، اُس بلند تر مفہوم میں—اور وہ سب قوموں کی آرزو تھے۔ لیکن اے میرے بھائیو! کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسیح واقعی وہی ہیں جن کی تمام اقوام کو حاجت ہے؟ اگر وہ جانتے، اگر وہ اُسے سمجھ پاتے، تو وہ اُسی کو چاہتے اور چاہنا چاہیے۔ اگر ان کی عقل راستی سے سکھائی جاتی، اور اگر اُن کے دل روح کی تعلیم سے وہ سب سے اعلیٰ چیز مانگتے، تو مسیح ہی وہ ہوتے جن کی انہیں ضرورت ہے۔

ساری دنیا خدا تک رسائی کا کوئی وسیلہ چاہتی ہے۔ اسی لیے لوگ کابن بناتے ہیں، اُن پر تیل انڈیلتے ہیں، اور جانے کن رسومات سے اُنہیں ملوث کرتے ہیں، تاکہ وہ ان کے اور خدا کی پاکیزگی کے بیچ واسطہ بن سکیں۔ وہ ضرور کچھ چاہتے ہیں جو اُن کے گناہ اور خدا کی جلالی قدوسیت کے درمیان حائل ہو۔ اوہ، اگر وہ جانتے تو پہچان لیتے کہ جس کی انہیں حاجت ہے، وہ مسیح ہے۔ تمہیں اور کسی کابن کی حاجت نہیں، سوا اُس عظیم ”رسول اور سردار کابن“ کے جس کا ہم اقرار کرتے ہیں۔ تمہیں اور کوئی سفارشی نہیں چاہیے، سوا اُس واحد درمیانی کے، یعنی انسان مسیح یسوع کے، جو خدا کے برابر بھی ہے۔

اے دنیا! تو کیوں ادھر ادھر دوڑتی ہے کہ اِس جھوٹے پیشوا کی تلاش کرے یا اُس فریبی کو ڈھونڈے، جبکہ وہی موجود ہے جسے خدای برتر نے مقرر کیا ہے؟ وہی ہے جسے یعقوب نے خواب میں دیکھا تھا، سیڑھی کی مانند جو زمین سے آسمان تک پہنچتی تھی—یہی واحد ذریعہ ہے، جو ابن آدم بھی ہے اور ابن خدا بھی۔

دنیا کو ایک صلح کرانے والے کی حاجت ہے۔ اوہ! آج تو کیسی شدت سے اس کی حاجت ہے! جب میں اپنے باغ میں چلتا ہوں، جب اپنے منبر کی طرف بڑھتا ہوں، جب اپنے بستر پر جاتا ہوں، تو مجھے زخموں سے کراہتے اور مرتے انسانوں کی دُور کی آہیں سنائی دیتی ہیں۔ ہر دن ہم خونریزی کی بولناک داستانوں سے اتنے مانوس ہو چکے ہیں کہ اگر ہم ذرا سا غور کریں تو ضرور ہماری روح میں نفرت اور دائمی بیماری کی سی کیفیت طاری ہو۔ اُن ہلاکت خیز میدانوں کی بدبو، گرم خون کی سوندھی سوندھی باس جو زمین پر بہتا ہے، ہمارے دلوں کو مضطرب کر دیتی ہے۔ زمین کو ایک صلح کرنے والے کی حاجت ہے، اور وہ یہی ہے—یسوع ناصری، یہود کا بادشاہ اور غیر قوموں کا دوست، امن کا شہزادہ، جو زمین کی انتہا تک جنگ کو موقوف کرے گا۔

انسان کو ایک پاک کرنے والے کی حاجت ہے۔ بہت سی قومیں محسوس کرتی ہیں کہ سیاسی نظام وہ نہیں جیسے ہونا چاہیے۔ فردی حکومت میں بہت خویاں ہیں، مگر عظیم نقصان بھی۔ جمہوری حکومت میں بہت محاسن ہیں، مگر بڑی دشواریاں بھی۔ ہمارے اپنے نظام حکومت میں بھی، جیسا ہم سمجھتے ہیں، اعلیٰ اوصاف ہیں، پھر بھی بہت سی خامیاں باقی ہیں۔ یہ دنیا سراسر ٹیڑھی ہو چکی ہے—یہ ایک پرانی بوسیدہ چیز معلوم ہوتی ہے جسے ہمارے اصلاح کار کتنی ہی مرمت کریں، صدیوں میں بھی سدھارا نہ جا سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ اِسے بنانے والا ہی اِسے درست کر سکتا ہے۔ اِسے وہ ہیرو چاہیے جو اُس طویلے میں آبشار کا دھارا پھیر دے۔ اِسے خدا کا مسیح چاہیے جو اپنی کفارہ بخش قربانی کی نہر اِس زمین پر بہا دے، تاکہ صدیوں کی ساری نجاست کو دھو ڈالے—اور یہ ہرگز نہ ہو گا جب تک وہ نہ کرے۔ وہی واحد ہے، سچا مصلح، سب خطاؤں کو درست کرنے والا، اور اسی معنی میں سب قوموں کی آرزو۔

اوہ! اگر دنیا اپنی ساری سچی آرزوئیں جمع کر لے۔ اگر وہ اپنی سب فریادی تمنائیں ایک پکار میں سمودے۔ اگر بنی آدم کے سچے خیرخواہ اپنی سب دانش کو نچوڑ کر اُس کا جوہر نکالیں، تو نتیجہ یہی نکلے گا—ہمیں ایک مجسم خدا چاہیے، اور وہ مجسم خدا ہمیں مل چکا ہے

اوہ قومو! پر تم جانتے نہیں۔ تم اندھیرے میں اُس کی جستجو کرتے ہو اور جانتے نہیں کہ وہ موجود ہے۔

اے بھائیو! میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ مسیح سب قوموں کی آرزو اس اعتبار سے ضرور ہیں کہ ہم اُنہیں سب قوموں کے لیے چاہتے ہیں۔ اوہ! کاش ساری زمین اُس کی انجیل سے معمور ہو جائے! کاش مقدس آگ زمین پر دوڑ جائے، کاش پہاڑوں کی چوٹی پر مٹھی بھر اناج کا دانہ جلدی ایسا پھل لائے کہ لبنان کی طرح لہرانے لگے۔ اوہ! کب آئے گا وہ دن؟ کب آئے گا جب سب قومیں اُسے جانیں گی؟ اوہ ہم اس کے لیے دعا کریں۔ اوہ ہم اس کے لیے محنت کریں۔

اور ایک اور مفہوم بھی میں دے سکتا ہوں—وہ سب قوموں کا محبوب بھی ہے، جیسا کہ اس متن کے قدیم ترجمہ میں آتا ہے۔ وہ سب قوموں کا چیدہ ہے۔ وہ ہزاروں میں ممتاز اور بالکل محبوب ہے۔ وہ جسے ہم محبت کرتے ہیں ایسا ہے کہ اُس کی نظیر نہ انسانوں میں مل سکتی ہے، نہ اُس کا کوئی حریف پایا جاتا ہے۔ اُس جیسا کوئی نہیں۔ نور کے فرشتوں میں بھی اُس کا ثانی نہیں۔ کوئی اُس کے برابر نہ ٹھہر سکتا ہے۔

آرزو، وہ جو آرزو کیا جانا چاہیے، سب قوموں میں سب سے پسندیدہ—وہ یسوع مسیح ہیں، اور یہی مسیحی کلیسیا کا جلال ہے، جو دوسرا ہیکل ہے، کہ مسیح اُس میں ہیں، اُس کا سر، اُس کا خداوند۔ یہ اُس کا جلال ہرگز نہیں کہ وہ کسی ظلمت آلود سیاسی اتحاد پر راضی ہو۔ اُس کا جلال یہی ہے کہ مسیح اُس کا واحد بادشاہ ہے۔ اُس کا جلال یہی ہے کہ وہی اُس کا واحد نبی ہے، وہی اُس کا واحد سردار کابن ہے، اور پھر وہ اپنی سب قوم کو یہ اعزاز بخشتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ بادشاہ اور کابن ہوں، اور وہی اُن سب کے جلال اور قوت کا سرچشمہ اور مرکز ہے۔

میں اور زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا، اگرچہ یہ مضمون مجھے کھینچتا ہے، لیکن آخری کلمہ تمہیں دینا ضروری ہے، اور وہ یہ ہے: حقیقی دوسرے ہیکل کا ظاہری جلال مسیح کی دوسری آمد میں آشکار ہو گا۔ وہی خود اُس کا جلال ہے، خواہ اپنی پہلی آمد میں یا دوسری میں۔ کلیسیا اُس وقت زیادہ جلیل القدر نہ ہو گی جتنا اب ہے۔

کیا! تم کہتے ہو، ”زیادہ جلیل نہیں؟“ نہیں، بلکہ زیادہ ظاہری طور پر جلیل۔ مسیح صلیب پر بھی اتنا ہی جلیل ہے جتنا کہ تخت پر۔ بس منظر کا فرق ہو گا۔ تب راستباز اپنے باپ کی بادشاہی میں سورج کی مانند چمکیں گے، لیکن وہ ہمیشہ سے ہی، یسوع مسیح کی ذات میں، روشانی ہیں۔

اب اے بھائیو، جب تک یہ دنیا قائم ہے، ہمیں توقع رکھنی چاہیے کہ ہر وہ چیز جو ہلانی جا سکتی ہے، وہ ہلتی رہے گی۔ یہ ہلتی کہتے ہیں—مگر یہ دنیا یقیناً ایسے نام کی مستحق نہیں—ستاروں کے (terra firma) ”رہیں گی۔ ہم بعض اوقات دنیا کو ”تیز بنیاد نیچے کوئی چیز بھی پائدار نہیں۔ سب کچھ ہلے گا، اور جب یہ ہلنا جاری رہے گا، تو یسوع مسیح اُن کے لیے جو اُسے جانتے ہیں، اور زیادہ اُن کی آرزو بنیں گے۔

میرا خیال ہے، اگر دنیا کسی طور بہتر ہوتی جاتی، اور ترقی کے ایک خاص مقام تک پہنچ جاتی، تو شاید ہمیں مسیح کی فوری آمد کی اتنی تمنا نہ ہوتی، بلکہ ہم چاہتے کہ حالات ایسے ہی چلتے رہیں—لیکن یہ مسلسل ہلنا ہی مسیح کو سب قوموں کی بڑھتی ہوئی آرزو بنا دے گا۔ ”تمام خلقت کراہتی ہے“—اب تک کراہ رہی ہے، مگر وہ زیادہ شدت سے کراہے گی، ”مل کر درد زہ میں مبتلا ہے“—جیسا کہ رسول فرماتا ہے—”حتیٰ کہ اب تک۔“ یہ درد بڑھنے جائیں گے، یہاں تک کہ یہ دنیا اپنی آرزو کی تکمیل کو پکارنے لگے گی۔

کلیسیا پکارے گی، ”آ، اے خداوند یسوع!“ وہ اس کو اور زیادہ جوش و خروش سے کہے گی۔ وہ یہ پکارتی رہے گی، اگرچہ درمیان میں کچھ وقفے آئیں گے جن میں وہ اپنے خداوند کو فراموش کر دے گی، لیکن اُس کے دل کی سچی آرزو یہی ہو گی کہ وہ آئے۔ اور آخر کار وہ ضرور آئے گا، اور اس دنیا میں نہ صرف خود، جو سب قوموں کی آرزو ہے، بلکہ ہر وہ چیز بھی لائے گا جو قابلِ آرزو ہے، کیونکہ اُس کے وہ دن، جب وہ ظاہر ہو گا، اُس کے لوگوں کے لیے ایسے ہوں گے جیسے زمین پر آسمان کے دن—عزت کے دن، آرام کے دن—وہ دن جب سلطنتیں مسیح کی ہو جائیں گی۔

اوہ! اے بھائیو، یہ میرے لیے ممکن نہیں کہ میں ایسے مضمون کی تفصیل میں جاؤں جو کئی وعظوں کا طالب ہے، اور جسے چند آخری کلمات میں سمویا نہیں جا سکتا۔ مگر یہ ہے اُس شاندار عمارت، یعنی کلیسیا کی عظیم امید، جس کی تمنا کی گئی ہے۔ اُس کا جلال دراصل اُس مجسم خدا میں ہے، جو اُس کے بیچ آ چکا ہے۔

اور اُس کا ظاہری جلال اُس مجسم خدا کی دوسری آمد میں ہو گا، جب وہ آسمان سے اُن پر ظاہر ہو گا جو اُس کے انتظار میں ہیں، جو اُس کی آمد کی خوش امید میں جلدی کرتے ہیں۔ اور یہی کلیسیا کی خوشی ہے۔ وہ جا چکا ہے، لیکن یہ وعدہ دے کر کہ: ”میں پھر آؤں گا، اور تمہیں اپنے پاس لے لوں گا، تاکہ جہاں میں ہوں، تم بھی وہاں ہو۔“

اُن فرشتوں کے کلمات کو یاد رکھو، جو کلیسیا سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے: ”اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہ یسوع، جو تمہارے سامنے آسمان پر اُٹھایا گیا، اُسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا۔“ اپنے شخصی وجود میں—واقعی، سچائی اور حقیقت میں وہ ضرور آئے گا

، اُس دن یہ آنکھیں اُسے دیکھیں گی  
اُسے جو میرے لیے مرا؛

اور میری سب ہڈیاں پکار اُٹھیں گی  
 ”اے خداوند! تیرے برابر کون ہے؟“

تب بیٹا مقبولیت کو پہنچے گا، بدن کی قیامت واقع ہو گی، اُس بدن کو جو روح کے ساتھ ملا دیا جائے گا، ایک ایسا جلال ملے گا جس کا ہم نے کبھی تصور تک نہ کیا، کیونکہ آنکھ نے نہیں دیکھا، اور کان نے نہیں سنا، اور نہ آدمی کے دل میں آیا کہ خدا نے اپنے محبت رکھنے والوں کے لئے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے۔ اگرچہ اُس نے اپنے پاک روح کے وسیلہ سے یہ ہمیں ظاہر کیا ہے، کیونکہ رُوح سب کچھ، بلکہ خدا کی گہرائیوں کو بھی دریافت کرتا ہے، تو بھی ہمارے کانوں نے اُن باتوں کا تھوڑا ہی حال سنا ہے، اور ہم نے اُن امور کی کامل شناخت نہیں پائی جو آئندہ ہونے والے ہیں۔  
 خداوند تمہاری برکت کرے! کاش تم سب اُس کی کلیسیا کے اعضا ہو، اُس کے جلال میں حصے دار بنو، اور اُس جلال کے ظہور میں آخری دن شراکت پاؤ۔

اے عزیز سننے والے، میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایک سوال تمہارے کانوں میں دے کر رخصت کروں—کیا مسیح تمہاری آرزو ہے؟ کیا تم داؤد کی طرح کہہ سکتے ہو، ”وہی میری نجات اور میری ساری آرزو ہے؟“ کیا تم مرتے یعقوب کی مانند اپنے پاؤں بستر پر سمیٹ کر کہہ سکتے ہو، ”اے خدا، میں نے تیرے فدیہ کے انتظار میں دن گزارے؟“ تمہاری آرزو سے تم پہچانے جاؤ گے۔ راستباز کی آرزو پوری کی جائے گی۔ اپنے آپ کو بھی خداوند میں مسرور کر، اور وہ تیرے دل کی مرادیں پوری کرے گا۔

لیکن بہتوں کی آرزو نیچ اور خاکی ہے۔ یہ گنہگار آرزو ہے۔ یہ ذلت آمیز آرزو ہے—ایسی خواہش کہ اگر حاصل ہو بھی جائے تو اس کی خوشی بہت ہی تھوڑی دیر کی ہو گی۔ اوہ! اے گنہگار، اپنی آرزوئیں مسیح کی طرف لگا دے۔ یاد رکھ، اگر تو اُسے پانا چاہتا ہے تو نہ تجھے اُسے کمانا ہے، نہ اُس کے لئے لڑنا ہے، نہ جیتنا ہے—بلکہ وہ مانگنے سے ہی ملتا ہے۔

پکڑ لے، ”رسول فرماتا ہے، ”ابدی زندگی کو“—گویا یہ ہماری ہی ہے، اگر ہم فقط اسے مضبوطی سے تھام لیں۔“ خدا ہمیں یہ فضل دے کہ ہم ابدی زندگی کو پکڑ لیں، کیونکہ یسوع صلیب سے پکار رہا ہے، ”مجھ پر نظر کرو اور نجات پاؤ، اے زمین کی سب انتہاؤ“—اور اپنے جلال کے تخت سے بھی وہ یہی فرماتا ہے، ”میرے پاس آؤ“—وہ اعلیٰ پر متمکن ہے کہ توبہ اور گناہوں کی معافی عطا کرے، اور وہ یہ دونوں چیزیں اُن کو بخشتا ہے جو اُسے ڈھونڈتے ہیں۔ پس آج ہی اُسے تلاش کرو۔ خداوند اپنے بیٹے کی خاطر یہ بخشے۔ آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپرژن  
 حجی 1 تا 2:9؛ عبرانیوں 15:7-28

#### حجی 1

موضوع ہے دوسرے ہیکل کی تعمیر۔ قوم اپنے اپنے گھروں کی تعمیر میں مشغول رہی—ان میں سے بعض نے اپنے گھروں پر بڑا خرچ اور محنت کی، لیکن خُدا کے گھر کو تعمیر نہ کیا۔ نبی حجی کو بھیجا گیا تاکہ انہیں مقدس محنت پر ابھارے۔

#### آیت 2-1

دارا بادشاہ کے دوسرے برس، چھٹے مہینے کی پہلی تاریخ کو خُداوند کا کلام حجی نبی کی معرفت زُربابل بن سَلّتی ایل، یہوداہ کے حاکم، اور یثوع بن یہوصادق سردار کابن پر نازل ہوا، کہ خُداوند ربُّ الافواج یوں فرماتا ہے: یہ لوگ کہتے ہیں، ”اب وہ وقت“ نہیں آیا کہ خُداوند کا گھر بنایا جائے۔

یہ بری عذر ہے، لیکن لوگ سمجھتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی عذر ہونا چاہیے۔ یہ لوگ خُداوند کے گھر کی تعمیر کے مخالف نہ تھے، مگر وہ ایسے خرچ والے کام کو ٹالتے جاتے تھے۔ ہمیشہ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو یہ تو نہیں کہیں گے کہ ہم مسیح کے لئے اپنی جان و مال کی قربانی نہیں دیتے—کیونکہ یہ کہہ دینا اُن کے لیے سچائی اور ایمانداری کی حد سے باہر ہے، اور اُن کے ”جذبات کو چوٹ پہنچتی—اس لئے وہ کسی اور بہانے یا دلیل کا سہارا لیتے ہیں: ”اب وہ وقت نہیں آیا۔“

لوگ عموماً اپنے دنیوی فائدے کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ ”ہاتھ کی چڑیا جھاڑی کے دو سے بہتر ہے۔“ وہ وقت کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ لیتے ہیں۔ اوہ! اگر ہم خُدا کی خدمت میں بھی ویسا ہی جوش رکھتے، تو ہماری بھی وہی تیزی ہوتی کہ اپنے ”فرض کو فوراً بجا لائیں۔ لیکن کہتے ہیں: ”اب وہ وقت نہیں کہ خُداوند کا گھر بنایا جائے۔“

#### آیت 3-4

تب خُداوند کا کلام حجی نبی کی معرفت نازل ہوا کہ، کیا تمہارے لیے یہ وقت ہے کہ اپنے آراستہ مکانات میں رہو اور یہ گھر اُجڑا رہے؟

انہوں نے اپنے گھروں کو دیودار اور خوشبو دار لکڑی سے چھپوا دیا، نقش و نگار سے آراستہ کیا، حالانکہ سادہ مکان اُن کے لیے کافی تھے۔ خُدا انہیں اپنا گھر بنانے کی اجازت دیتا ہے کہ وہ رہائش کے لیے ہو، لیکن اُس کے بعد اُس کا گھر ضرور آتا ہے، بیشتر اس کے کہ وہ اپنے گھروں کو سجائیں۔ ”کیا یہ تمہارے لیے وقت ہے؟“

اور سچ تو یہ ہے کہ آج بھی بہت سے دولت مندوں سے کہا جا سکتا ہے: ”تمہیں غیر اقوام میں مشن کی مدد کرنا وقت کا ضیاع معلوم ہوتا ہے، لیکن اپنے خزانے کو اور بڑھانے کے لیے وقت میسر ہے۔ تمہیں بائبل سوسائٹی کی اعانت کرنے کا وقت نہیں ملتا، لیکن اپنے زمین کے ساتھ اور جائیداد ملانے کے لیے وقت مل جاتا ہے۔“ کیا یہ تمہارے لیے وقت ہے کہ تم اپنے چھت والے گھروں میں رہو؟“

#### آیت 5-6

اب ربُّ الافواج یوں فرماتا ہے: اپنی روشوں پر غور کرو۔ تم نے بہت کچھ بویا، پر تھوڑا سا لائے؛ تم کھاتے ہو پر آسودہ نہیں ہوتے؛ تم پیتے ہو پر سیراب نہیں ہوتے؛ تم کپڑے پہنتے ہو پر کوئی گرم نہیں ہوتا؛ اور جو مزدوری کماتا ہے وہ اُسے اُس تھیلی میں ڈالتا ہے جس میں سوراخ ہیں۔

یہ لوگ خوشحال نہ ہوئے۔ وہ دنیوی حکمت سے بہت احتیاط سے کام کرتے تھے، لیکن کسی طرح کامیاب نہ ہوتے تھے۔ یہ ہماری کوشش پر نہیں بلکہ خُدا کی برکت پر منحصر ہے کہ ہم حقیقت میں کامیاب ہوں۔ یہ لاحاصل ہے کہ صبح سویرے اُٹھیں اور دیر تک جاگیں اور محنت کی روٹی کھائیں۔ خُدا ہی برکت دیتا ہے اور جب وہ مناسب سمجھے، برکت روک لیتا ہے۔ جس طرح کوئی عقلمند اپنا مال کسی بددیانت کارندے کو نہ سونپے گا، یوں ہی خُدا اپنے لوگوں کو بعض اوقات تادیب دیتا ہے اور دنیوی آسائش سے محروم کر دیتا ہے جب وہ جو کچھ ملا ہے اُس سے اُس کی خدمت نہیں کرتے۔

میں نے بعض کو یہ کہتے سنا کہ منبر سے روپے پیسے کی بات نہ کرنی چاہیے۔ لیکن حَجّی نبی نے کی اور یہی سبب ہے کہ واعظ اگر اس موضوع پر کم بولیں تو مسیحی زندگی کے اس اہم حصے کو اکثر لوگ ہنسی میں اُڑا دیتے ہیں یا حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

نہیں بھائیو! ہمیں اس پر بار بار کہنا چاہیے۔ مسیحی کلیسیا کا بڑا گناہ یہی ہے کہ وہ خُدا کے حضور اپنی دولت کو روکے رکھتی ہے۔ آج بھی وہی گناہ ہے جو حَجّی کے ایام میں تھا۔ ”ربُّ الافواج یوں فرماتا ہے: اپنی روشوں پر غور کرو۔“ اگر تم اپنی روش پر غور کرو، تو دیکھو گے کہ اپنے فائدے کی کوشش میں تم نقصان اُٹھا رہے ہو۔ اپنی روش پر عملی غور کرو کہ اُسے بدل دو۔

#### آیت 7-8

ربُّ الافواج یوں فرماتا ہے: اپنی روشوں پر غور کرو۔ پہاڑ پر چڑھ کر لکڑی لاؤ اور گھر بناؤ، تب میں اُس سے خوش ہوں گا اور میری تمجید ہو گی، خُداوند فرماتا ہے۔

یہی ہمارا مقصود ہونا چاہیے کہ جو کچھ کریں اُس سے خُدا کی تمجید ہو۔ اُسے خوشی ہو۔ اگر خُدا راضی نہ ہو تو کسی اور کی خوشنودی کچھ وقعت نہیں رکھتی، اور اگر خُدا جلال نہ پائے تو ہماری بخشش کی کوئی قدر نہیں۔

#### آیت 9-11

تم نے بہت کی توقع کی اور دیکھو تھوڑا ہوا۔ میں نے اُس پر پھونک مار دی۔ کیوں؟ ربُّ الافواج فرماتا ہے: اس لیے کہ میرا گھر اُجڑا ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنے گھر کی طرف دوڑتا ہے۔ اس لیے تم پر آسمان نے اپنی شبنم روک لی اور زمین نے اپنی پیداوار کو روک رکھا ہے۔ اور میں نے زمین پر اور پہاڑوں پر اور اناج پر اور نئی مے پر اور تیل پر اور زمین کی سب پیداوار پر اور انسانوں پر اور چوپایوں پر اور سب ہاتھ کی محنت پر قحط بلایا۔

لوگ اپنی جائیدادوں کی فہرست بناتے ہیں۔ ایتیم: اتنے چوپائے؛ ایتیم: اتنا اناج؛ ایتیم: اتنی مے۔ خُدا بھی فہرست بناتا ہے اور وہ ہماری سب برکتوں کو ایک ایک کر کے لعنتی بنا سکتا ہے۔ یہ فہرست ویسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ اگر وہ سب میں خُدا کو بھول جائیں، تو خُدا دھیان رکھے گا کہ اُن کی کوشش سے کچھ حاصل نہ ہو۔

#### آیت 12

تب زُرَبابِل بن سَلْتی ایل اور یثُوع بن یہُوصادق سردار کابن اور لوگوں کے سب باقی لوگ خُداوند اپنے خُدا کی آواز اور حَجّی نبی کی باتوں کے تابع ہوئے، جنہیں خُداوند اُن کے خُدا نے بھیجا تھا۔ اور لوگ خُداوند کے حضور ڈر گئے۔



اُن لوگوں میں بڑی نیکی تھی کہ جب اُنہیں اُن کی کوتاہی یاد دلائی گئی تو وہ فرض کی طرف مائل ہوئے۔ اور ایسی جماعت میں تبلیغ کرنا بابرکت کام ہے جہاں ضمیر نصیحت پر فوراً لبیک کہے۔ اگرچہ شاید سب لوگ یروشلیم میں ایسے نہ ہوں، لیکن کچھ پیشوا اور مقتدا ضرور تھے۔ جہاں سردار اور بزرگ راہنمائی کرتے ہیں وہاں باقی بھی اکثر اُن کی پیروی کرتے ہیں۔

### آیت 13

”تب حجی خُداوند کے پیغامبر نے خُداوند کا پیغام لوگوں سے کہا، ”میں تمہارے ساتھ ہوں، خُداوند فرماتا ہے۔

یہ اُن کے لیے بڑی تسلی تھی۔ وہ خُدا کے کام میں لگے تھے اور خُدا اُن کے ساتھ تھا۔

### آیت 14-15

اور خُداوند نے زُرَبابِل بن سَلْتی ایل یہوداہ کے حاکم کی رُوح کو اور یَشوع بن یُھوصاذق سردار کابن کی رُوح کو اور سب باقی لوگوں کی رُوح کو اُبھارا، اور وہ اُکر ربُّ الافواج اپنے خُدا کے گھر کی تعمیر میں لگ گئے۔ چھٹے مہینے کی چوبیسویں تاریخ کو دارا بادشاہ کے دوسرے برس۔

اُس تاریخ کو نوٹ کرو—چھٹے مہینے کی چوبیسویں تاریخ۔

### حجی 2:1-9

#### آیت 1

ساتویں مہینے کی اکیسویں تاریخ کو  
زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ

#### آیت 2-3

تو زُرَبابِل بن سَلْتی ایل، یہوداہ کے حاکم، اور یَشوع بن یُھوصاذق سردار کابن، اور لوگوں کے باقی ماندہ حصہ سے کہہ، کہ تم میں سے کون ہے جو اس گھر کو اُس کے پہلے جلال میں دیکھ چکا؟ اور اب تم اسے کیسا دیکھتے ہو؟ کیا یہ تمہاری نگاہ میں اُس کے مقابل کچھ بھی نہیں؟

ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ کابلی کی رُوح نے پھر سر اُبھارا۔ جب دیواریں اُٹھنے لگیں، تو بزرگ لوگ اُس سابقہ جلال کو یاد کرکے رونے لگے، کہ یہ عمارت سلیمان کے تعمیر کردہ پہلے بیکل کے مقابلہ میں کتنی کم تر ہے۔ اور سُسْت لوگ، جو ہر بہانے سے کام چرانے کے خوگر ہوتے ہیں، فوراً کام چھوڑ دینے کو تیار ہو گئے۔ لہذا خُدا کا نبی پھر سرگرم خدمت ہوا۔ جب آگ بجھنے لگے، تو دھونکنی کو پھر حرکت دینی پڑتی ہے۔

مسیحی کی غیرت اکثر یروشلیم کے ان لوگوں کی غیرت کی مانند ہوتی ہے—جلد ماند پڑ جانے والی—اور خُدا کے پیامبر کی غیرت لازم ہے کہ اُسے پھر سے جگائے۔

#### آیت 4-5

جیسا کلام میں نے تم سے اُس وقت کیا تھا، جب تم مصر سے نکلے تھے، ویسا ہی اب میری رُوح تمہارے درمیان قائم ہے؛ پس —مت ڈرو۔ کیونکہ ربُّ الافواج یوں فرماتا ہے: ایک بار پھر، تھوڑی ہی مدت میں اگرچہ بعض اسے یوں پڑھتے ہیں کہ ”یہ ایک معمولی عمارت ہے“، لیکن ہمارا ترجمہ غالباً بہتر ہے—یعنی ”تھوڑی ہی مدت (میں)“—

#### آیت 6-9

میں آسمان اور زمین اور سمندر اور خشکی کو ہلا دوں گا۔  
اور میں سب قوموں کو ہلا دوں گا، اور سب قوموں کی آرزو اُٹے گی، اور میں اس گھر کو جلال سے معمور کروں گا، ربُّ الافواج فرماتا ہے۔  
چاندی میری ہے اور سونا میرا ہے، ربُّ الافواج فرماتا ہے۔  
اس پچھلے گھر کا جلال پہلے سے زیادہ عظیم ہوگا، ربُّ الافواج فرماتا ہے؛ اور اِسی مقام میں میں سلامتی بخشوں گا، ربُّ الافواج فرماتا ہے۔

یقیناً یہ سب کلام اُن کو ترغیب دینے کے لیے ہے تاکہ وہ اپنے کام میں ثابت قدمی سے لگے رہیں۔

عبرانیوں 15:7-18

آیت 15-18

اور یہ بات اور بھی زیادہ ظاہر ہے کہ ملکی صادق کی مانند ایک اور کہانت اٹھتی ہے، جو جسمانی حکم کی شریعت کے موافق نہ بنی بلکہ غیر فانی زندگی کی قدرت کے موافق۔ کیونکہ وہ گواہی دیتا ہے کہ "تو اب تک الملک صادق کی طرز پر ابد تک کاہن ہے۔" پس پیشتر کے حکم کی منسوخی واقع ہوئی، اس کی کمزوری اور بے فائدگی کے سبب۔

پرانی لاوی شریعت منسوخ کی گئی—وہ کمزور اور بے ثمر ہو گئی تھی—اور اب ایک اعلیٰ اور بہتر انتظام، عظیم اور غیر فانی کہانت کے ساتھ ظاہر ہوا۔

آیت ۱۹

کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہ کیا، لیکن اس کے مقابل بہتر امید کا داخل ہونا ہوا، جس کے وسیلہ سے ہم خدا کے نزدیک آتے ہیں۔  
"یہی اس کا مقصد تھا—یہ کسی بہتر چیز کی طرف قدم تھا۔" جس کے وسیلہ سے ہم خدا کے نزدیک آتے ہیں۔  
"خداوند نے قسم کھائی اور وہ پشیمان نہ ہوگا۔"

آیت 20-24

اور اس لئے کہ بغیر قسم کے نہ ہوا کہ وہ کہانت پر فائز ہوا۔ (کیونکہ وہ کاہن تو بغیر قسم کے مقرر ہوتے تھے، لیکن یہ قسم کے ساتھ، جس نے اس سے کہا کہ "خداوند نے قسم کھائی اور وہ پشیمان نہ ہوگا کہ تو اب تک الملک صادق کی طرز پر ابد تک کاہن ہے۔") اسی قدر یسوع بہتر عہد کا ضامن ہوا۔  
اور وہ تو بہتر کاہن ہوئے، اس لئے کہ موت کے سبب وہ باقی نہ رہ سکے۔ لیکن یہ شخص اس لئے کہ ہمیشہ باقی ہے، اُس کی کہانت غیر منتقل ہے۔

میرا گمان ہے کہ انہوں نے شمار کیا کہ ہارون سے لے کر فینحاس تک، جو یروشلم کے محاصرہ میں آخری سردار کاہن تھا، تراسی سردار کاہن یکے بعد دیگرے ہوئے۔

ایک جاتا رہا اور دوسرا آتا رہا، لیکن یہ واحد کہانت ہمیشہ قائم رہتی ہے، ابد تک غیر منتقل رہتی ہے۔  
غیر منتقل کا لفظ "ناقابل تبدیلی" سے زیادہ قریب المعنی ہے۔ اگر تمہارے پاس پرانی بائبلیں ہوں جن میں حاشیہ درج ہے تو تم دیکھو گے، "ایسی کہانت جو ایک سے دوسرے کو منتقل نہیں ہو سکتی"، اور یہ حاشیہ دراصل اصل مفہوم کو زیادہ درستگی سے بیان کرتا ہے—"اس شخص کی کہانت غیر منتقل ہے۔"

آیت 25

اسی لئے وہ اُن کو بھی کامل طور پر نجات دینے کی قدرت رکھتا ہے، جو اُس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آتے ہیں، اس لئے کہ وہ ہمیشہ زندہ ہے تاکہ اُن کی شفاعت کرے۔  
"کیونکہ ایسا سردار کاہن ہمارا شایان تھا۔"

ہمیں ایسا ہی سردار کاہن چاہیے تھا جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہے، ابد تک اپنی قوم کو سنبھالے اور ان کے واسطے سب کچھ کرے جس کی انہیں ضرورت ہو، حتیٰ کہ زمانہ ختم ہو جائے۔

آیت 26-28

کیونکہ ایسا سردار کاہن ہمارا شایان تھا، جو پاک، بے ضرر، بے داغ، گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند کیا گیا ہے؛ جو روزانہ اُن سردار کاہنوں کی مانند احتیاج نہ رکھتا کہ پہلے اپنی خطاؤں کے لئے قربانی گزرائے اور پھر لوگوں کے گناہوں کے لئے، کیونکہ اس نے یہ ایک ہی بار کیا، جب اُس نے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔  
کیونکہ شریعت تو اُن آدمیوں کو سردار کاہن بناتی ہے جن میں کمزوری ہے، لیکن اُس قسم کا کلام، جو شریعت کے بعد آیا، اُس بیٹے کو سردار کاہن بناتا ہے جو ابد تک کامل کیا گیا ہے۔

یہی ہماری خوشی ہے۔

